غزل / نظم

ظہیر رانی بنّوری

○

آج پن گھٹ کے منظر نہیں ہیں کہیں
شہروں میں تو نہیں گاؤں میں بھی نہیں

پن گھٹوں پر حسینوں کی کلکاریاں
چھیڑ خانی شرارت و من مانیاں

جو بنوں کی وہ پُر کیف ہے تابیاں
شوق چنچل ادائیں و انگڑائیاں

رازداری کی باتیں و بے چینیاں
چھپ کے ملنے ملانے کی سرگوشیاں

مستیاں ساری پن گھٹ کی گُم ہوگئیں
اب بہاریں وہ پن گھٹ کی سب کھو گئیں

اب وہ دلچسپ پُر کیف منظر کہیں
دیکھنے کو ہمیں آج ملتے نہیں

دیکھنے کو انھیں پھر ترستا ہے دِل
دیکھ کر لطف اُٹھانے کو کرتا ہے دِل

جو تھے پن گھٹ سبھی آج ویران ہیں
پن گھٹوں کے مقامات سنسان ہیں

یہ ہے اک المیہ آج کے دَور کا
پن گھٹیں خود ہیں پیاسی ستم ہوگیا

مرتجیا نگر، گھر نمبر 1273، رانی بنّور (کرناٹک)

ڈاکٹر سنجر ہلال بھارتی

ایک سوال

ہوا پھر ایسا
کہ ایک دن تو وطن پرستوں کی قربانیاں رنگ لائیں
نگارِ آزادی نے اپنے دست ہائے حنا سجائے
چہار جانب ہوئیں فروزاں وہ جوش و فتح و طرب کی شمعیں
اگر چہ ہر جسم پر نشان زخموں کے تھے ہنوز گہرے
مگر تھا شاداں
یہ سوچ کر کے ہر ایک کوئی
غلامی کی زنجیر کٹ چکی ہے
اور اک نئی زندگی ملی ہے!
ہے لاجوردی گگن جو روشن
وہ اب ہے زیرِ نگیں ہمارے
ہے دھرتی پر بھی ہمارا قبضہ
شعاعوں پر ہے اجارہ اپنا
مہِ دو ہفتہ کی چاندنی بھی اسیر آنگن کی ہے ہمارے
نئے عزائم کو ساتھ لے کر
پرانے زخموں کو بھول کر ہم
نئی ڈگر پر سبک خرامی سے چل پڑے تھے
جواں امنگوں کے رقصِ پیہم کا خوش نظر اک سلسلہ تھا جاری
مگر یہ کیا اب،
کہ کوہ آسا فصلیں ہر سو ہیں ایستادہ
نفس نفس پر لگی ہے قدغن
نہیں لبوں کو بھی اذنِ حرکت
یہ دیکھ کر کے جوان ہوتا ہمارا بچّہ
بڑی ادا سے وہ پوچھتا ہے
اگر ہے آزادی نام اس کا
تو کہیے پاپا غلامی کیا ہے؟

اینگلو پرشین ڈپارٹمنٹ کلکتہ مدرسہ، 21، حاجی محمد محسن اسکوائر، کولکاتا (مغربی بنگال)